ملفوظاتِ خواجہ نظام الدین اولیاء اور کتاب فوائد الفواد کا انداز اسلوب

The style and approach of the sayings of Khwaja Nizamuddin Auliya and book 'Fawaid al-Fuad'

Syed Muhammad Siddique Shah
PhD Scholar Government College University Faisalabad
Email: sms.shah.saeedi@gmail.com

Dr. Sher Ali
Professor (retd) Department of Islamic Study, Government College University Faisalabad
Email: drsherali63@gmail.com

Abstract

Khwaja Nizamuddin Auliya (RA), one of the most revered Sufi saints of the Indian subcontinent, dedicated his life to the promotion of Islam and the service of humanity. As a prominent figure in the Chishti Order and the founder of its Nizami branch, he was known for his spiritual influence and deep understanding of Islamic teachings. Born in Badaun in 1238 CE, he gained extensive knowledge from scholars in Delhi and other regions. After pledging allegiance to Hazrat Baba Fariduddin Ganj Shakar (RA), Khwaja Nizamuddin's spiritual journey flourished, leading thousands to Islam and a life of service to faith.Khwaja Nizamuddin's Khanqah in Ghiyaspur, Delhi, became a center of spiritual and material care, providing daily food to thousands of needy individuals. He emphasized the importance of feeding others, considering it a key characteristic of Sufism. His teachings continued to guide people even after his passing in 1325 CE, with his tomb in Delhi remaining a place of pilgrimage.

Khwaja Nizamuddin's deep engagement with Hadith is evident in his "Fawaid al-Fuad" (Malfoozat), where he skillfully employed Hadith to derive and explain religious issues. His methodology in Hadith-based reasoning is reflected in three key approaches:

1. Extracting rulings directly from the Hadith text,
2. Using Hadith as evidence for an issue, and
3. Addressing objections raised against certain Hadith.

For instance, he reconciled between seemingly contradictory Hadith regarding perpetual fasting (Sa'im al-Dahr) and used Hadith to explain the virtues of Surah Al-Ikhlas. Additionally, he responded to questions concerning Hadith interpretations, such as the famous narration, "The generous person is beloved to Allah, even if sinful."

Through these approaches, Khwaja Nizamuddin demonstrated his profound knowledge of Hadith and jurisprudence, showing his ability to not only understand but also to apply the Prophetic traditions to both spiritual and practical matters. His legacy continues to inspire and guide scholars and devotees alike.
Keywords: Baba Fariduddin Ganj Shakar (RA), Sufi teachings, Legacy of Khwaja Nizamuddin Auliya, Malfoozat, Sufism and charity

سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ان عظیم صوفیائے کرام میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنی پوری زندگی دین اسلام کی خدمت کے لیے وقف کر دی۔ آپ سلسلہ چشتیہ کے معروف بزرگوں میں شامل ہیں اور چشتیہ نظامیہ کی بنیاد آپ ہی نے رکھی۔ آپ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے اور ان کی صحبت میں روحانی تربیت حاصل کی۔ آپ کی انتھک کوششوں اور بے لوث خدمات کی بدولت ہزاروں لوگ نہ صرف اسلام کے دائرے میں داخل ہوئے بلکہ اپنی زندگیاں دین کے لیے وقف کر دیں۔ آپ کا اصل نام "محمد" تھا اور آپ کے والد کا نام "خواجہ احمد" تھا۔ بعد میں آپ "نظام الدین اولیاء" اور "محبوب الٰہی" کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ 27 صفر 636 ہجری کو بدایوں (یوپی، انڈیا) میں پیدا ہوئے۔(1)

ابتدائی تعلیم:

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے محلے سے حاصل کی، جس میں ناظرہ قرآن اور ابتدائی دینی تعلیم شامل تھی۔ اس کے بعد، آپ نے بدایوں کے معروف عالم دین مولانا علاء الدین اصولی رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ علوم کی تکمیل کی۔ مولانا علاء الدین اصولی نے آپ کو علمی درجات کے اعزاز کے طور پر دستار باندھی۔ اس کے بعد، آپ نے بدایوں اور دہلی کے مختلف مدارس اور درسگاہوں میں اپنے علم کو مزید بڑھایا۔ وہاں آپ نے ماہرین فن علماء اور اساتذہ سے تمام مروجہ علوم و فنون کی تعلیم حاصل کی، جس نے آپ کی علمی اور دینی صلاحیتوں کو نکھارا اور آپ کو ایک ممتاز عالم و صوفی بنانے میں مدد فراہم کی۔(2)

بدایوں میں مولانا شادی مقری صاحب ایک معروف بزرگ اور صاحب کشف و کرامت شخصیت تھے۔ ان کی کرامتوں میں سے ایک یہ تھی کہ جو شخص بھی ان کے سامنے قرآن مجید کا ایک ورق پڑھتا، اللہ تعالیٰ اسے قرآن مجید کا مکمل حفظ عطا فرماتا۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مولانا شادی مقری صاحب کے پاس ایک سپارہ پڑھا۔ اس کی برکت سے، دہلی آکر حضرت نے پورا قرآن مجید حفظ کر لیا۔ یہ واقعہ مولانا شادی مقری صاحب کی روحانی عظمت اور ان کی برکتوں کی دلیل ہے، جس نے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کی علمی و

روحانی ترقی میں اہم کردار ادا کیا۔(3)

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں شیخ الشیوخ اور عالم دین شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی رہنمائی کو انتہائی اہم قرار دیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر نے انہیں بیعت کی سعادت عطا کی اور ان کی روحانی تربیت کی۔ اس کے ساتھ ہی، انہوں نے خواجہ نظام الدین اولیاء کو کلاہ چہار ترکی (چار طرفہ ٹوپی) عنایت کی، اور خرقہ (صوفیانہ چادر) و نعلین چوبین (خاص قسم کے جوتے) بھی فراہم کیے۔ یہ سب تحفے اور عطیات خواجہ نظام الدین اولیاء کے روحانی مقام اور ان کے شیخ کے ساتھ گہرے تعلق کو ظاہر کرتے ہیں۔(4)

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے بیس سال کی عمر میں علوم ظاہری کے حصول کے بعد اجودھن (موجودہ پاکپتن) کا سفر کیا، جہاں وہ بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ جب بابا فرید الدین گنج شکر نے حضرت نظام الدین اولیاء کو دیکھا، تو انہوں نے ایک شعر پڑھا جس میں آپ کے دل کی حالت اور اشتیاق کو بیان کیا:

اے آتش فراقت دل ہا کباب کردہ---------- سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ

"اے وہ کہ تمہاری جدائی کی آگ نے دل کو کباب بنا رکھا ہے اور تمہارے اشتیاق کے سیلاب نے جان کو کھنڈر کی طرح شکستہ ویران کر دیا ہے۔"

حضرت نظام الدین اولیاء کے خانقاہ پہنچنے پر، بابا فرید الدین گنج شکر نے اپنے داماد اور خادم خاص حضرت بدر الدین اسحاق کو طلب کیا اور انہیں ہدایت دی کہ حضرت نظام الدین کو جماعت خانے میں ٹھہرایا جائے اور ان کے لیے چارپائی کا انتظام کیا جائے۔ جماعت خانے میں سب درویش زمین پر سوتے تھے، اور جب حضرت نظام الدین اولیاء نے دیکھا کہ وہاں بہت سے حافظان قرآن اور عاشقانِ حق فرش پر سو رہے ہیں، تو انہوں نے فرمایا کہ "میں بھی زمین پر ہی سوؤں گا، یہاں چارپائی پر سونا مناسب نہیں لگتا۔" جب حضرت بدر الدین اسحاق نے پوچھا کہ کیا آپ اپنے ارادے پر قائم رہیں گے یا شیخ کے حکم کی پیروی کریں گے، تو حضرت نظام الدین اولیاء خاموش ہو گئے۔ لیکن روایت کے مطابق، حضرت نے چارپائی کو الٹا بچھا کر اس پر آرام کیا، جس سے اس کا جھلنگا زمین سے لگا رہا اور اس طرح وہ شیخ کے حکم کی تعمیل بھی کر پائے اور جماعت خانے میں درویشوں کی طرح فرش پر سونے کی سنت بھی برقرار رکھی۔(5)

شیخِ کامل سے بیعت کے بعد، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے علم عقائد میں ابو شکور محمد بن عبد السعید الکبشی السالمی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "التمہید فی بیان توحید" کو گہرائی سے مطالعہ کیا۔ تصوف کے میدان میں، آپ نے شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف "عوارف المعارف" کے چھ ابواب بھی پڑھے۔ مزید برآں، آپ نے قرآن مجید کے دس پارے سنا کر تجوید کو درست کیا، اور اس دوران آپ نے اس بات کا ذکر کیا کہ عربی حرف "ض" کی جو آواز بابا صاحب نکالتے تھے، وہ ہمارے بس کی بات نہیں تھی۔ شیخ حمید الدین ناگوری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے لنگر خانہ میں ہزاروں من کھانا پکایا جاتا تھا اور ہزاروں فقراء اور مساکین اس خانقاہ سے کھانا حاصل کرتے تھے۔ وصال سے قبل، جب شیخ علیل ہو گئے، تو انہوں نے وصیت کی کہ گھر اور خانقاہ میں موجود تمام اثاثہ مساکین اور غرباء میں تقسیم کر دیا جائے۔ اس وصیت پر عمل کرتے ہوئے، خواجہ محمد اقبال داروغہ لنگر نے ہزاروں من غلہ تقسیم کیا اور ایک دانہ بھی نہیں چھوڑا، تاکہ شیخ کی وصیت کی مکمل تعمیل ہو سکے۔(6)

ایک دن، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے محفل میں فرمایا کہ ان کے دل میں جتنا غم و اندوہ ہے، اتنا شاید دنیا کے کسی اور شخص کے دل میں نہ ہو۔ انہوں نے بیان کیا کہ جتنے لوگ آتے ہیں اور اپنے دکھ درد بیان کرتے ہیں، وہ سب کے سب ان کے دل میں بیٹھ جاتے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ یہ عجیب بات ہے کہ کوئی دل اپنے مسلمان بھائی کا دکھ سنے اور اس پر کوئی اثر نہ ہو۔ ایک موقع پر غیاث پورہ میں گرمی کے موسم میں آگ لگ گئی۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء نے چلچلاتی دھوپ میں اپنے مکان کی چھت پر کھڑے ہو کر اس منظر کو دیکھا اور اس وقت تک نہیں ہٹے جب تک آگ ٹھنڈی نہ ہو گئی۔ اس کے بعد، آپ نے خواجہ محمد اقبال کو ہدایت دی کہ متاثرہ ہر گھر کے لوگوں کو دو تنکے، دو روٹیاں، اور ٹھنڈے پانی کی ایک ایک صراحی پہنچا دیں کیونکہ وہ لوگ اس حالت میں بہت پریشان ہوں گے۔ جب خواجہ محمد اقبال وہاں پہنچے، تو لوگوں نے خوشی سے آنکھوں میں آنسو بھر لیے۔ اس وقت ایک تنکے کی قیمت اتنی تھی کہ اس سے کئی چھپر بنائے جا سکتے تھے، لیکن حضرت کی محبت و شفقت نے ان کے دلوں کو بہت سکون اور اطمینان دیا۔(7)

ایک دن، شیخ عبد الرحیم نے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ آپ سحری میں کچھ نہیں کھاتے اور افطاری کے وقت بھی کچھ نہیں لیتے، جس کی وجہ سے آپ کی حالت کمزوری اور نقاہت کا شکار ہو گئی ہے۔ یہ سن کر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے دل پر گہرے اثرات مرتب ہوئے اور آپ کی آنکھوں سے اشک رواں ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: "اے عبد الرحیم، جب میں دیکھتا ہوں کہ کتنے

فقیر، محتاج اور مسکین لوگ مسجدوں، درسگاہوں اور چبوتروں پر بھوکے پڑے ہوتے ہیں، تو میرے دل کو اس حالت میں کوئی نوالہ کھانے کا دل نہیں کرتا۔" آپ کی اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کی روحانی شفقت اور درد دل نے آپ کو اپنی حالت کی فکر سے زیادہ، معاشرتی ناداری اور ضرورت مندوں کی حالت کی فکر میں مبتلا کر دیا تھا۔(8)

وصال پر ملال:

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی وفات 18 ربیع الآخر 725 ہجری کو ہوئی، جب طلوع آفتاب کے بعد آپ نے دنیا کو الوداع کہا اور اللہ کی رحمت کے جوار میں پہنچ گئے۔ آپ کا مقام صدق و صفا تھا اور آپ نے خدا کی تجلیات کا دیدار کیا۔ اس موقع پر ایک شعر بیان کیا جاتا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ چاند ابر کے نیچے چھپ گیا اور عاشقوں کو عذاب میں ڈال دیا، اور اپنے رخ پر زلف کا پردہ چھوڑ کر حیرت بڑھا دی۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرثیہ میں اس تاریخ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ربیع الآخر کی 18 تاریخ کو چاند ابر میں چھپ گیا، اور جب زمانے کا حساب کیا جائے تو وہ 725 ہجری تھی۔ سلطان المشائخ کے نماز جنازہ کی امامت شیخ الاسلام بہا الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے، شیخ الاسلام شیخ رکن الدین قدس اللہ سرہ العزیز نے کی۔ نماز جنازہ کے بعد، شیخ رکن الدین نے بتایا کہ انہیں چار سال سے دہلی میں رہنے کا حکم اس لیے دیا گیا تھا تاکہ وہ سلطان المشائخ کی نماز جنازہ کی امامت کا شرف حاصل کر سکیں۔ حضرت سلطان المشائخ کو ظہر کی نماز کے وقت دفن کیا گیا، اور آپ کو خلد بریں کے نسخہ میں دفن کیا گیا۔ ایک بزرگ نے اس موقع پر کہا کہ گویا زمین کا جگر کھول کر اللہ کے دوست کو دفن کیا گیا۔(9)

پروفیسر محمد اسلم، جو پنجاب یونیورسٹی لاہور میں تاریخ کے سابق صدر ہیں، "ملفوظات" کی تعریف کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ یہ ایک مجموعہ ہوتا ہے ان بیانات کا جو صوفی بزرگ اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کے مجمع میں بیان کرتے ہیں۔ ان بیانات کا مقصد اخلاقی فضا کو فروغ دینا اور نیک عمل کی ترغیب دینا ہوتا ہے۔ ملفوظات میں سامعین کی ذہنی سطح اور دل کی بیماریوں کے علاج کا خیال رکھا جاتا ہے تاکہ ان کی روحانی ترقی ہو سکے۔ ان بیانات میں اکابر اولیاء اللہ کے ذکر کا بھی تذکرہ ہوتا ہے، جو ان بیانات کی تاثیر کو بڑھا دیتا ہے۔ ملفوظات کو اشارات، ارشادات، اقوال، اور فوائد بھی کہا جاتا ہے، اور ان کے مجموعے کو اہل سلوک اور مشائخ کی کتب میں شامل کیا جاتا ہے۔(10)

ملفوظات کی جمع و تدوین:

ملفوظات کی جمع و تدوین کا آغاز امیر حسن علی سنجری نے کیا، جنہوں نے تصوف میں ایک نئی سمت فراہم کی اور ملفوظ نویسی کا فن متعارف کروایا۔ اس کی بدولت تصوف کی نشو و نما کے لیے ایک مؤثر ذریعہ فراہم ہوا۔ امیر حسن

کے اس تجربے نے اہل قلم کو ملفوظات کی ترتیب و تدوین کی طرف متوجہ کیا، جس کے نتیجے میں مختلف مقامات پر اس فن کی ترقی شروع ہوئی۔ امیر حسن کے بھائی، علی بن محمود جاندار، نے سلطان المشائخ کے ملفوظات کو "درر نظامی" کے نام سے مرتب کیا۔ حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے ملفوظات کو حمید قلندر نے "خیر المجالس" کے نام سے جمع کیا۔ حضرت بندہ نواز گیسو دراز کے ارشادات کو ان کے بیٹے سید محمد اکبر حسینی نے "جوامع الکلم" کے نام سے محفوظ کیا، جبکہ محمد علی سامانی نے "سیر محمدی" کے نام سے مرتب کیے۔ حضرت برہان الدین غریب کی مجالس کی گفتگو کو عماد کاشانی نے "نفاس الانفاس" اور حماد کاشانی نے "احسن الاقوال" کے عنوان سے ترتیب دیا۔ حضرت حمید الدین سوالی کے ملفوظات کو ان کے پوتے فرید الدین محمود نے "سرور الصدور فی نور البدور" کے نام سے مدون کیا۔ اخی جمشید راجگیری کی گفتگو کو یحییٰ بن علی الاصغر قنوجی نے "ملفوظات اخی جمشید راجگیری" کے نام سے قلم بند کیا۔ مخدوم شرف الدین احمد بن یحییٰ منیری کے ملفوظات کو زین بدر عربی نے "معدن المعانی" اور "خوان پُر نعمت" کے نام سے ترتیب دیا۔ مخدوم جہانیاں سید جلال الدین جہاں گشت کے ملفوظات کو علاؤالدین نے "جامع العلوم" اور فضل اللہ نے "خزانہ جواہر جلالیہ" کے نام سے مرتب کیا۔ سید محی الدین رضوی نے "ملفوظات شاہ مینا لکھنوی" جمع کیے، اور خواجہ جمال نے حضرت سعد خیر آبادی کی مجالس کو "تحفۃ السعداء" کے نام سے محفوظ کیا۔ محمود بن سعد ابر یحییٰ نے شیخ احمد کھٹو گنج بخش کے ملفوظات مرتب کیے، شیخ رکن الدین نے حضرت عبد القدوس کے الفاظ "لطائف قدوسی" میں محفوظ کیے، اور شیخ محمد بن فضل اللہ نے حضرت شاہ وجیہ الدین علوی کے ملفوظات جمع کیے۔ حضرت خواجہ معین الدین نقشبندی نے اپنے والد بزرگوار خواجہ خاوند محمود کے ملفوظات "مرآۃ طیبہ" کے نام سے محفوظ کر لیے۔ محمد خان شاہ جہاں پوری نے "ملفوظات رزاقی" کے عنوان سے شاہ عبد الرزاق ہانسوی کے ملفوظات مرتب کیے، اور شاہ رؤف احمد نے "در المعارف" کے نام سے شاہ غلام علی دہلوی کے ملفوظات مدون کیے۔ ان بزرگوں کے علاوہ بھی مختلف خانقاہوں میں ملفوظات کے مجموعے تیار کیے گئے۔(11)

کتاب فوائد الفواد کا تعارف:

کتاب "فوائد الفواد" حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کا خلاصہ اور نچوڑ ہے، جسے آپ کے مریدِ خاص اور خلیفہ حضرت خواجہ میر حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب کیا ہے۔ یہ کتاب خواجہ نظام الدین کی پندرہ سالہ تعلیمات اور روحانی مجاہدات کا جامع مجموعہ ہے، اور اس کی مقبولیت ایران، ترکمانستان، افغانستان، ہندوستان، اور پاکستان میں آج بھی برقرار ہے۔ "فوائد الفواد" پانچ حصوں پر مشتمل ہے اور اس میں شریعت، طریقت، عبادات، عدل، احسان، اخلاق، تاریخی واقعات اور انسانیت کی

اصلاح کے موضوعات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کی اہمیت کو اس طرح بیان کیا کہ وہ چاہتے تھے کہ ان کی تمام کتابیں "فوائد الفواد" کی خوبصورتی اور اثرپذیری سے مزین ہوتی، جو کہ ان کی قلم سے نکلنے والی کتابوں میں سب سے زیادہ قیمتی ہے۔(12)

ڈاکٹر خلیق احمد نظامی، جو کہ "حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی" کے مصنف ہیں، "فوائد الفواد" کے بارے میں اپنی رائے دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "فوائد الفواد" کی تحریر اور "کشف المحجوب" کے جملے دونوں ہی ایسے ہیں کہ ان کے مصنفین کی علمی اور دیانتدارانہ حیثیت پر کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ جب ان کتابوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے، تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ علم حدیث کا ایک وسیع اور گہرا سمندر اپنی لہروں کے ساتھ نمایاں ہو رہا ہے۔ ان کتابوں کے مطالعے سے علم کی ایک عظیم دولت اور محدثین کی بلند مقامیت واضح ہوتی ہے، جو کہ ان کے علم اور دیانت کی گہرائی کو اجاگر کرتی ہے۔(13)

فوائد الفواد کا زمانہ ترتیب:

پروفیسر محمد حبیب نے "فوائد الفواد" کی ترتیب کے زمانے کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ 3 رمضان 707 ہجری کو مشہور شاعر امیر حسن علی سنجری شیخ نظام الدین اولیاء کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے شیخ سے کہا کہ ہر بار جب انہیں شیخ کے قدم بوسی کی سعادت ملتی ہے، تو ان کے قیمتی الفاظ سے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ امیر حسن نے اپنے تجربات، شیخ کی نصیحتیں، اور ان کے حکایات کو اپنی سمجھ کے مطابق قلم بند کر لیا تھا۔ شیخ نظام الدین نے کہا کہ مشائخ کی کتابیں اور ان کے سلوک سے متعلق اشارات کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ امیر حسن نے اپنی جمع کردہ ملفوظات کو شیخ کے سامنے پیش کیا، جنہیں شیخ نے بہت سراہا اور تعریف کی۔ شیخ نے کچھ نامکمل حصے بھی مکمل کروائے، جو امیر حسن کی تحریری محنت کو مکمل بنانے میں مددگار ثابت ہوئے 15 سال کی محنت کے بعد، 20 شعبان 722 ہجری کو "فوائد الفواد" کی پانچ جلدیں مکمل ہوئیں۔ یہ کتاب، شیخ نظام الدین کی زندگی پر لکھی گئی کتابوں میں سب سے زیادہ مستند سمجھی جاتی ہے۔ اگرچہ شیخ کی نظر ثانی کے بارے میں کوئی خاص معلومات نہیں ہیں، لیکن امیر حسن سنجری کی مہارت کی وجہ سے اس کتاب کو کسی بڑی نظر ثانی کی ضرورت نہیں تھی۔ شیخ کے تمام مریدوں اور خلفاء نے اسے مستند مانا۔ "فوائد الفواد" نے تصوف کی کتابوں میں ایک نئی صنف، "ملفوظات" کا آغاز کیا۔ امیر خورد نے بتایا کہ حضرت امیر خسرو نے اپنے تمام کلام کو "فوائد الفواد" کے بدلے دینے کی پیشکش کی تھی، اور شیخ کے کئی مریدوں نے بھی ایسے ملفوظات جمع کیے تھے، لیکن وہ مقبولیت حاصل نہ کر سکے اور آج تک نہیں پہنچے۔(14)

کتاب "فوائد الفواد" کی ترتیب کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ اس کی پانچ جلدیں مختلف اوقات میں مرتب کی گئی تھیں۔ پہلی جلد اوائل شعبان 707 ہجری سے لے کر آخر ذوالحجہ 708 ہجری تک ترتیب دی گئی۔ دوسری جلد شوال 709 ہجری سے شوال 712 ہجری تک کے مواد پر مشتمل تھی۔ تیسری جلد ذیقعد 712 ہجری سے ذوالحجہ 713 ہجری تک کے دورانیے کی ملفوظات پر مبنی تھی۔ چوتھی جلد محرم 714 ہجری سے رجب 719 ہجری تک کے مواد کو شامل کرتی ہے۔ پانچویں اور آخری جلد شعبان 719 ہجری سے شعبان 722 ہجری تک کی ملفوظات پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر محمد شکیل احمد صدیقی نے "فوائد الفواد" کی اہمیت اور مقبولیت کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ کتاب امیر حسن دہلوی کی نثری تصانیف میں سب سے زیادہ اہمیت اور مقبولیت رکھتی ہے۔ اس کتاب کو امیر حسن کے زمانے میں ہی بڑی شہرت اور پذیرائی حاصل ہوئی تھی۔ (15)

فوائد الفواد کا اسلوب:

کتاب "فوائد الفواد" ملفوظات کی ایک نثری کتاب ہے جو مجالس کی صورت میں ترتیب دی گئی ہے۔ ہر مجلس کے آغاز میں دن، تاریخ، اور مہینے کو بڑی احتیاط کے ساتھ درج کیا گیا ہے، جو اس کی مستندیت اور ترتیب کو ظاہر کرتا ہے۔ مختلف موضوعات جیسے تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، تاریخ، سیرت، تصوف، اعمال، اذکار و وظائف، آداب الصوفیہ، تزکیہ نفس، فلسفہ، آداب معاشرت، سماع، تمثیلات، لطائف و معانی، سیر الاولیاء، ادب و شعر، حکایات مشائخ، اور تعبیر الرویا، ان مجالس میں شامل ہیں۔ امیر حسن نے اس کتاب کو مرتب کرتے وقت ربط و ترتیب کا خاص خیال رکھا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے کلمات میں ایک مخصوص موسیقی ہوتی ہے جو پڑھنے والے کو اپنے سحر میں جکڑ لیتی ہے۔ ہر لفظ کی صحیح جگہ پر ہونا بہت ضروری ہے؛ کیونکہ اگر کوئی لفظ ادھر اُدھر ہو جائے، تو صاحب ذوق سلیم فوراً اس تبدیلی کو محسوس کر لیتا ہے۔ اس لیے، ایک لفظ کی تبدیلی بھی پوری کتاب کے معنی اور مفہوم کو تبدیل کر سکتی ہے۔ (16)

تلاوت و آدابِ قرآن:

کتاب "فوائد الفواد" میں شیخ نظام الدین اولیاء نے قرآن مجید کی تلاوت اور اس کے آداب پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ ایک مجلس میں انہوں نے تلاوت قرآن کی صحیح طریقہ کار پر بات کی اور فرمایا کہ قرآن کو ترتیل اور تردید کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔ ترتیل کا مطلب ہے کہ قرآن کو خوبصورتی اور واضحیت کے ساتھ پڑھنا، اور تردید سے مراد ہے کہ ایسی آیات جن سے دل کو گہرائی اور اثر حاصل ہو، ان کی تکرار کرنی چاہیے۔ شیخ نے ایک مثال دی کہ رسول اللہ ﷺ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو پڑھتے وقت اتنی بار تکرار فرمائی کہ 20 بار اس کی تلاوت کی۔ شیخ نے

قرآن خوانی کے آٹھ آداب بیان کیے، جن میں سے پانچ کا ذکر کیا۔ سب سے پہلے، قرآن پڑھتے وقت پڑھنے والے کو اللہ کے ساتھ مضبوط تعلق قائم رکھنا چاہیے، یا کم از کم قرآن کے معانی کو دل میں بسانا چاہیے۔ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو، تو کم از کم قرآن پڑھتے وقت اللہ کی عظمت و جلال کو دل میں محسوس کرنا چاہیے۔ چوتھا ادب یہ ہے کہ تلاوت کے دوران شرم غالب ہونی چاہیے کہ میں اس عظیم دولت کا لائق نہیں، اور یہ احساس کہ اس سعادت کا موقع کیسے ملا۔ اگر یہ بھی نہ ہو، تو یہ سوچنا چاہیے کہ قرآن پڑھنے کا ثواب دینے والا اللہ ہے، جو یقیناً انعام دے گا۔ شیخ نے مزید کہا کہ اگر تلاوت کے دوران دل بھٹک جائے یا کوئی دوسری فکر دل میں آجائے، تو قرآن کے معانی پر توجہ دینے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر دل مشغول ہو جائے تو کوئی ایسی آیت مل جاتی ہے جو دل کی مشکلات کو دور کر دیتی ہے۔ شیخ نے اس طریقہ کار کو بہت اچھا قرار دیا اور اس کو اپنانے کی نصیحت کی۔(17)

قرآنی آیات سے استدلال:

شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں قرآن کی آیات کا استعمال اس بات کو ثابت کرنے کے لیے کیا گیا ہے کہ وہ قرآن مجید سے گہری وابستگی رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنے ملفوظات میں متعدد بار قرآن کی آیات کا حوالہ دیا ہے تاکہ اپنے بیانات کو مضبوط دلائل سے ثابت کریں۔ ایک موقع پر، شیخ نے ہندو بزرگ خواجہ حمید الدین سوالی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک حکایت بیان کی، جس میں وہ ایک ہندو کے بارے میں بار بار یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ خدا کا ولی ہے۔ اس حوالے سے شیخ نے امام ابو حنیفہؒ کی بات یاد دلائی، جو قیامت کے دن کافروں کے بارے میں کہہ چکے تھے کہ وہ اپنے اعمال کا عذاب دیکھ کر ایمان لے آئیں گے، لیکن ان کا یہ ایمان کسی کام کا نہ ہوگا۔ اس استدلال کو قرآن کی آیت "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ"(18) سے تقویت دی، جہاں ابن عباس کے قول کے مطابق "اِلَّا لِيُوَحِّدُوْنِ" کی تشریح کی گئی، یعنی انسانوں اور جنوں کا مقصد اللہ کی واحدیت کا اقرار ہے۔ قیامت کے دن کافر ایمان لانے کے باوجود، چونکہ وہ غیب پر ایمان نہیں لائے تھے، ان کا ایمان بے سود ہوگا۔ اسی طرح، شیخ نظام الدین اولیاء نے قرآن کی تلاوت اور حفظ کے حوالے سے بھی رہنمائی فراہم کی۔ انہوں نے فرمایا کہ جو شخص رات کو سونے سے پہلے خاص آیات کی تلاوت کرے، جیسے "وَالٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ" اور "اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. " تو ان شاء اللہ وہ قرآن مجید حفظ کرلے گا۔ شیخ نے مشکلات یا اہم مسائل کے حل کے لیے سورہ فاتحہ کو ایک مخصوص طریقے سے پڑھنے کا بھی مشورہ دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھیں، پھر "الرحیم" کے میم کو "الحمد للہ" کے لام کے ساتھ ملا کر پڑھیں، اور یہ عمل تین بار دہرائیں۔ آخر میں، سورہ فاتحہ کے مکمل ہونے کے بعد تین بار آمین کہیں۔ اس طریقے سے شیخ نے یقین دلایا کہ اللہ تعالیٰ کسی بھی مشکل یا مہم میں کامیابی عطا فرمائے گا۔(19)

تفسیرِ قرآن اور شیخ المشائخ:

شیخ المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کی تفسیر اور نحوی مسائل پر غور و فکر کرتے ہوئے ایک مجلس میں صاحب تفسیر کشاف جار اللہ زمخشری کی تفسیر سے "الحمدللہ" کی نحوی ترکیب پر تفصیل سے گفتگو کی۔ انہوں نے بتایا کہ حسن بصری کی قرات کے مطابق "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" میں "دال" پر زیر ہے، کیونکہ "لِلّٰہِ" کا لام متصل اور مبنی ہے۔ اس ترکیب کے تحت "دال" کی زیر کو "لِلّٰہِ" کے لام کی بنیاد پر سمجھا گیا ہے۔ اس کے برخلاف، ابراہیم نخعی کی قرات میں "دال" پر پیش اور "لام" پر بھی پیش ہے، جو کہ کشاف لکھنے والے کی رائے میں بہتر ہے۔ انہوں نے کہا کہ ابراہیم کی قرات میں "دال" کی پیش کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایک عامل کی بناء پر ہے، جو مبنی اعراب سے مضبوط ہوتا ہے۔ اس تشریح کے بعد، شیخ المشائخ نے ایک مثال پیش کی کہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" کی "دال" اُس شخص کی مانند ہے جس کا کوئی پیر ہو جو اُسے ہدایت دیتا ہے، جبکہ "لِلّٰہِ" کا لام اُس شخص کی مانند ہے جو خود مختار ہے اور جیسے ہے ویسا ہی رہتا ہے۔ شیخ المشائخ اور ان کے مرید صادق امیر حسن رحمہما اللہ تعالی نے قرآن کریم پر گہری نظر رکھی، جس کی بنا پر تفسیر قرآن کے اہم نکات سوال و جواب کے ذریعے واضح ہوتے تھے۔ ایک مثال میں، شیخ المشائخ نے خواجہ جلال الدین تبریزی کے حوالے سے ایک حکایت نقل کی، جس میں کسی نے سوال کیا کہ ایک شخص جو روزہ تو نہیں رکھتا مگر سحری کھاتا ہے، اس کے بارے میں کیا کہا جائے؟ شیخ المشائخ نے جواب دیا کہ ایسے شخص کو سحری کے ساتھ ساتھ دن اور رات کا کھانا بھی کھانا چاہیے، لیکن اس قوت کو خدا کی عبادت میں صرف کرنا چاہیے اور گناہ سے بچنا چاہیے۔ اس سوال و جواب کا مقصد نفلی روزوں سے متعلق تھا، نہ کہ فرض روزے سے۔ اس حوالے سے، بندے نے قرآن کی آیت "كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ" (پاکیزہ چیزیں کھاؤ) یاد دلائی۔ شیخ المشائخ نے مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ "كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا" (پاک چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو) کی تشریح کرتے ہوئے کہا کہ اصحاب کہف نے "ازکیٰ طعاماً" کا ذکر کیا، جس سے مراد وہ کھانا تھا جو طبیعتوں کو پسند ہو۔ بعض لوگوں کے مطابق، اس کھانے کا مطلب چاول تھا۔(20)

حدیث سے طریقہ استدلال:

حدیثوں سے استدلال کا طریقہ کار بہت اہمیت رکھتا ہے، خاص طور پر جب ہم بڑے اسلامی علماء کی تعلیمات پر نظر ڈالتے ہیں۔ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی اور تعلیمات میں احادیث کی محبت اور اہمیت کا گہرائی سے مطالعہ ہمیں واضح کرتا ہے کہ انہوں نے حدیث نبوی ﷺ کے ساتھ خاص لگاؤ رکھا تھا۔ آپ

نے صرف احادیث کو پڑھا ہی نہیں بلکہ اپنے ملفوظات میں بھی انہیں بطور ماخذ بیان کیا۔ آپ کے ملفوظات میں ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ آپ نے احادیث کو تین بنیادی طریقوں سے بیان کیا ہے: پہلا طریقہ یہ ہے کہ آپ حدیث کو براہ راست بیان کرتے اور اس کے ذریعے کسی مسئلے کو واضح کرتے۔ دوسرے طریقے میں، آپ پہلے کسی مسئلے کو بیان کرتے اور پھر اس مسئلے کی تائید کے لیے حدیث پیش کرتے۔ تیسرا طریقہ یہ ہے کہ آپ حدیثوں پر اٹھائے گئے اشکالات کا جواب دیتے ہیں، جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے حدیث کو معیاری اور قابلِ اعتماد ذریعہ سمجھا اور اس کی وضاحت کے لیے فکری کوششیں کیں۔ اس طرح، آپ نے حدیث کو ایک مستند اور عملی ماخذ کے طور پر استعمال کیا، جو آپ کی علمی گہرائی اور علمی بصیرت کا مظہر ہے۔

حدیث کو بیان کر کے اس سے مسئلہ بیان کرنا:

خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے صائم الدہر (ہمیشہ روزہ رکھنے والے) کے بارے میں بات کرتے وقت دو مختلف احادیث کا ذکر کیا۔ پہلی حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "من صائم الدہر کلہ لا صام ولا افطر" (21) یعنی جو شخص ہمیشہ روزے رکھے، اس نے نہ روزہ رکھا اور نہ افطار کیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا عمل جو شرعاً مقرر نہیں، اس کا کوئی شرعی فائدہ نہیں ہوتا۔

دوسری حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ "من صائم الدہر تضیق علیہ جہنم وعقد ایستعین"، (22) یعنی جو شخص ہمیشہ روزے رکھے، اس پر دوزخ تنگ ہو جائے گی اور جہنم اس پر بند مٹھی کی طرح تنگ ہو جائے گی۔ یہ حدیث اس بات کا اشارہ کرتی ہے کہ ہمیشہ روزہ رکھنا دینی اصولوں کے مطابق نہیں اور اس کی وجہ سے مشکلات کا سامنا ہو سکتا ہے۔

اب ان دونوں احادیث کے درمیان تطبیق دینے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ خواجہ نظام الدین اولیاء نے اپنی تعلیمات میں ان دونوں احادیث کو بیان کر کے اس بات کی وضاحت کی کہ صحیح اسلامی اصول کے مطابق، اعتدال اور توازن ضروری ہیں۔ پہلی حدیث میں روزے رکھنے کے معاملے میں اعتدال کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے، جبکہ دوسری حدیث میں ایسے افعال کے نقصانات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو دینی اصولوں کے مطابق نہیں ہیں۔ ان دونوں احادیث کی روشنی میں، یہ واضح ہوتا ہے کہ خواجہ نظام الدین اولیاء نے اپنے ملفوظات میں اسلامی تعلیمات کے مطابق توازن اور اعتدال کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ ان کی تعلیمات میں احادیث کے مختلف پہلوؤں کو پیش کرنے کا مقصد درست فہم فراہم کرنا اور لوگوں کو صحیح دینی راستے پر گامزن کرنا تھا۔

احادیثِ مذکور میں تطبیق:

صائم الدہر کے بارے میں احادیث کی تطبیق کرتے وقت سب سے پہلے دو احادیث پیش کی گئی ہیں۔ پہلی حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "من صائم الدہر کله لا صام ولا افطر"، یعنی جس نے ہمیشہ روزے رکھے، اس نے نہ روزہ رکھا اور نہ افطار کیا۔ دوسری حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ: "من صائم الدہر تضیق علیه جہنم وعقد ایستعین"، یعنی جو شخص ہمیشہ روزے رکھے، دوزخ اس پر تنگ ہو جائے گی، جیسے کہ نوے کی گرہ میں کوئی چیز فٹ نہ ہو۔

ان دونوں احادیث میں تطبیق دیتے ہوئے وضاحت کی گئی ہے کہ اس طرح کی صورت حال میں، جو شخص پیوستہ (مسلسل) روزے رکھتا ہے، اس کے روزوں میں عید الفطر، عید الاضحیٰ اور ایام تشریق (یعنی 11، 12، 13 ذی الحج) شامل ہوں، تو ایسا شخص اپنے روزوں کے سلسلے میں ان اہم دنوں کی چھٹی کے بغیر اس طرح روزے رکھے کہ گویا اس نے نہ روزہ رکھا اور نہ افطار کیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے مسلسل روزے کی صورت میں، یہ روزے اس کے لیے کسی فائدے کے نہیں ہوں گے۔ دوسری طرف، جو شخص مسلسل روزے رکھتا ہے مگر ان پانچ اہم دنوں (عیدین اور ایام تشریق) پر افطار کرتا ہے، تو اس پر دوزخ تنگ ہو جائے گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے افعال، جو اسلامی اصولوں کے مطابق نہیں ہیں، ان کے نتائج بھی منفی ہوں گے، جیسے کہ نوے کی گرہ میں کسی چیز کی گنجائش نہیں ہوتی، ویسے ہی اس شخص کی گنجائش دوزخ میں نہیں ہوگی۔ اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلامی اصولوں کے مطابق روزے رکھنے میں توازن اور اعتدال کی ضرورت ہے۔ پیوستہ روزے رکھنے کا مطلب یہ نہیں کہ اہم اسلامی دنوں کو نظر انداز کیا جائے، بلکہ اسلامی رہنمائی کے مطابق عمل کیا جائے۔(23)

مسئلہ بیان کر کے بطور دلیل حدیث بیان کرنا:

خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث مبارک سے استدلال کا ایک اہم طریقہ یہ تھا کہ پہلے مسئلہ بیان کرتے اور پھر اس پر حدیث کی روشنی میں دلیل فراہم کرتے۔ مثال کے طور پر، جب آپ نے سورہ اخلاص کی فضیلت بیان کی، تو آپ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے سورہ اخلاص کو قرآن کا تہائی حصہ قرار دیا ہے۔ آپ نے وضاحت کی کہ ختم قرآن کے بعد تین بار سورہ اخلاص پڑھنے کی حکمت یہ ہے کہ اگر ختم کے دوران کوئی کمی رہ گئی ہو، تو سورہ اخلاص کے تین بار پڑھنے سے اس کمی کو پورا کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح، آپ نے ختم قرآن کے بعد سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی کچھ آیات پڑھنے کے عمل کے بارے میں بھی سوال کیا۔ اس سوال کے جواب میں، آپ نے نبی کریم ﷺ کی حدیث سے استدلال کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ سب سے

پسندیدہ عمل کون سا ہے، تو نبی ﷺ نے جواب دیا کہ "الحال والمرتحل" یعنی جو قرآن کو شروع سے آخر تک پڑھتا ہے اور ہر بار نئے سرے سے شروع کرتا ہے۔ اس حدیث کے مطابق، اس عمل کا مقصد یہ ہے کہ قرآن کو مکمل طور پر پڑھنے سے روحانیت اور برکت حاصل ہوتی ہے، اور ہر بار قرآن کو دوبارہ شروع کرنے سے اس کی فہم و فراست میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس طرح، خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ملفوظات میں قرآن و حدیث کے ذریعے مسائل کی وضاحت کرتے ہوئے عملی رہنمائی فراہم کی، جو کہ آپ کے علم و فہم کا گہرا اظہار ہے۔

شیخ المشائخ علیہ الرحمہ نے حدیث کی صوفیانہ تشریح میں ایک گہری بصیرت پیش کی۔ آپ نے فرمایا کہ "حال" اور "مرتحل" کے مفہوم کو قرآن کی تلاوت کے عمل کے ساتھ جوڑا۔ "حال" اس شخص کی صفت ہے جو کسی مقام پر پہنچ کر وہاں ٹھہر جائے، جبکہ "مرتحل" اس شخص کی صفت ہے جو وہاں سے روانہ ہو جائے۔ آپ نے اس تشریح کو قرآن کے ختم کرنے کے عمل کے ساتھ ہم آہنگ کیا۔ جب کوئی شخص قرآن پڑھ کر ختم کرتا ہے، تو وہ اس عمل کو ایک منزل پر پہنچنے کی مانند تصور کر سکتا ہے۔ لیکن اس منزل پر پہنچ کر وہ اس بات کی خواہش رکھتا ہے کہ فوراً نئی منزل کی طرف روانہ ہو جائے، یعنی قرآن کا دوبارہ مطالعہ شروع کرے۔ یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ بہترین شخص وہ ہے جو قرآن کے ختم ہونے کے فوراً بعد اس کی تلاوت کا آغاز دوبارہ کرتا ہے، جیسے کہ وہ نئے سفر پر روانہ ہو رہا ہو۔ شیخ المشائخ علیہ الرحمہ نے نبی کریم ﷺ کی حدیث کے مطابق ایسے شخص کو "والمرتحل" کی صفت سے نوازا، جو قرآن کو ختم کرنے کے بعد فوراً نئے سرے سے شروع کرتا ہے۔ اس طرح، آپ نے اس بات کو واضح کیا کہ قرآن کی تلاوت کا عمل ایک روحانی سفر کی مانند ہے، جہاں ہر مکمل ہونے والے دورے کے بعد نئی شروعات کا عمل جاری رہتا ہے۔(24)

احادیث پر اشکال کے جواب بیان کرنا۔

خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی علمی مجالس میں نہ صرف قرآن و حدیث کی تعلیم دی جاتی تھی، بلکہ وہاں پیش آنے والے اشکالات کا حل بھی فراہم کیا جاتا تھا۔ آپ کی مجالس میں حدیث کی تشریح اور تفہیم پر بھی خاص توجہ دی جاتی تھی۔ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے نماز اور زکوۃ کے موضوعات پر گفتگو کرتے ہوئے وضاحت کی کہ زکوۃ کی مقررہ مقدار دینے سے آدمی کو بخیل نہیں کہا جاتا، لیکن سخی وہ ہے جو اس سے زائد دیتا ہے۔ ایک موقع پر ایک فرد نے آپ سے سوال کیا کہ حدیث "السخی حبیب اللهِ وَإِن كَانَ فَاسِقًا" یعنی "سخی اللہ کا دوست ہوتا ہے خواہ فاسق ہی ہو" کی تشریح کیا ہے، کیونکہ یہ حدیث بخیل اور سخی کی صفات کو واضح کرتی ہے۔ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ سخی کی تعریف میں اس بات

کا ذکر ہے کہ سخی اللہ سے قریب اور جنت سے قریب ہے، جبکہ بخیل اللہ سے دور اور جہنم سے قریب ہے۔ آپ نے اس حدیث کو تفصیل سے بیان کیا کہ سخی شخص اللہ کی محبت اور جنت کے قریب ہے، جب کہ بخیل شخص اللہ کی ناراضگی اور جہنم کے قریب ہے۔ آپ نے اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے یہ بھی بیان کیا کہ ایک جاہل سخی، علم رکھنے والے بخیل سے زیادہ محبوب ہے، کیونکہ اس کی سخاوت اور خیرات اس کی فاسق ہونے کے باوجود اللہ کے نزدیک مقبول ہے۔ آپ کے ملفوظات کا مطالعہ یہ بتاتا ہے کہ آپ نے قرآن وحدیث کی تعلیمات کو نہ صرف بیان کیا، بلکہ ان پر ہونے والے اشکالات کا علمی جواب بھی فراہم کیا۔ آپ کی زندگی کا مقصد حدیث کی ترویج اور اس کے عملی پہلوؤں کو لوگوں کے سامنے پیش کرنا تھا، جس سے آپ کے ملفوظات آج بھی لوگوں کے دل و دماغ کو روشن اور معطر کر رہے ہیں۔(25)

مناقبِ خلفاءِ راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین:

شیخ المشائخ رحمۃ اللہ علیہ خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل بیان کرتے ہوئے ایک اہم حدیث کا ذکر کرتے ہیں۔ حدیث میں بیان ہے کہ ایک دن نبی اکرم ﷺ مدینہ کے ایک باغ میں تشریف لے گئے، جہاں ایک کنواں تھا۔ نبی ﷺ کنویں کے کنارے پر بیٹھ گئے اور پاؤں کنویں میں لٹکا دیے۔ اس وقت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے اور نبی ﷺ نے انہیں ہدایت دی کہ کسی کو بھی ان کی اجازت کے بغیر اندر نہ آنے دیا جائے۔ پہلے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ ابو موسیٰ نے نبی ﷺ کو ان کی آمد کی اطلاع دی تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ ابو بکر کو اندر بلاؤ اور انہیں جنت کی خوشخبری دو۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ابو بکر کو اندر بلا لیا، جہاں وہ نبی ﷺ کے دائیں جانب بیٹھے، اور دونوں کے پاؤں کنویں میں لٹک رہے تھے۔ بعد ازاں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آئے، جنہیں بھی نبی ﷺ نے خوش آمدید کہا اور جنت کی خوشخبری دی۔ عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے بائیں جانب بیٹھے، جبکہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی بعد میں تشریف لائے، جنہیں بھی نبی ﷺ نے خوش آمدید کہا اور جنت کی خوشخبری دی۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے سامنے بیٹھنے کے بعد، نبی ﷺ کی موجودگی میں بیٹھے۔ آخر میں، علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے اور نبی ﷺ کی اجازت سے اندر آئے، اور باقی خلفائے راشدین کی طرح بیٹھے۔ نبی ﷺ نے اس موقع پر فرمایا کہ جس طرح ہم آج ایک جگہ بیٹھے ہیں، اسی طرح ہم سب کی وفات بھی ایک جگہ ہوگی اور قیامت کے دن بھی سب کو ایک ساتھ اٹھایا جائے گا۔ اس حدیث سے خلفائے راشدین کی عظمت اور ان کی ایک دوسرے کے قریب ہونے کا واضح اظہار ہوتا ہے، اور نبی ﷺ نے ان کے درمیان کی قربت اور آخرت کی کامیابی کو ظاہر کیا۔

عَنْ أَبِي مُوسَىٰ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ ٱلْمَدِينَةِ فَجَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ"، فَفَتَحْتُ لَهُ فَإِذَا أَبُو بَكْرٍ فَبَشَّرْتُهُ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَحَمِدَ ٱللَّهَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ"، فَفَتَحْتُ لَهُ فَإِذَا هُوَ عُمَرُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَحَمِدَ ٱللَّهَ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ، فَقَالَ لِي: "افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى تُصِيبُهُ"، فَإِذَا عُثْمَانُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَحَمِدَ ٱللَّهَ، ثُمَّ قَالَ: "ٱللَّهُ ٱلْمُسْتَعَانُ".(26)

"حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مدینہ کے ایک باغ میں تھا کہ ایک شخص آیا اور دروازہ کھلوادیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا، "اسے اندر آنے دو اور اسے جنت کی خوشخبری دو۔" میں نے دروازہ کھولا تو وہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے نبی ﷺ کے حکم کے مطابق انہیں جنت کی بشارت دی تو انہوں نے اللہ کی حمد کی۔ پھر ایک اور شخص آیا اور دروازہ کھلوادیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا، "اسے بھی اندر آنے دو اور اسے جنت کی بشارت دو۔" میں نے دروازہ کھولا تو وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے انہیں بھی نبی ﷺ کے ارشاد کے مطابق جنت کی بشارت دی تو انہوں نے اللہ کی حمد کی۔ پھر ایک تیسرے شخص نے دروازہ کھلوادیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا، "اسے بھی اندر آنے دو اور اسے جنت کی بشارت دو لیکن اس آزمائش کے ساتھ جو اسے لاحق ہو گی۔" وہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے انہیں بھی نبی ﷺ کے فرمان کی اطلاع دی تو انہوں نے اللہ کی حمد کی اور فرمایا، "اللہ ہی مدد کرنے والا ہے۔"

مناقب حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم:

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے مناقب اور فضائل کے بارے میں ایک معروف حدیث ہے جو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کے درمیان بیان کی۔ اس حدیث میں نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عدالت اور علم کے بارے میں انتہائی مثبت رائے دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "تم سب میں سب سے بہتر جج علی ہیں۔" اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ قابل اور بہتر فیصلہ دینے والے ہیں۔ "اقضی" کا مطلب ہے سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا، جو کسی بھی مسئلے کا سب سے صحیح اور منصفانہ فیصلہ کر سکتا ہے۔ نبی ﷺ نے اس کے ذریعے یہ پیغام دیا کہ حضرت علی کی عدالت اور علم سب صحابہ میں سب سے بلند ہے۔ یہ حدیث حضرت علی کے علم، انصاف اور فہمی کی اعلیٰ سطح کو تسلیم کرتی ہے اور ان کی عدالت کی غیر معمولی صلاحیتوں کو اجاگر کرتی ہے۔

عَنْ سَلَمَةَ، قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ قَدْ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَيْبَرَ وَكَانَ بِهِ رَمَدٌ، فَقَالَ: أَنَا أَتَخَلَّفُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَخَرَجَ عَلِيٌّ فَلَحِقَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ اللَّيْلَةِ الَّتِي فَتَحَهَا اللَّهُ فِي صَبَاحِهَا، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ أَوْ لَيَأْخُذَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ"، أَوْ قَالَ: "يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيْهِ"، فَإِذَا نَحْنُ بِعَلِيٍّ وَمَا نَرْجُوهُ، فَقَالُوا: هَذَا عَلِيٌّ فَأَعْطَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّايَةَ فَفَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ(27)

"حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خیبر کی جنگ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نہیں جا سکے تھے کیونکہ ان کی آنکھوں میں بیماری تھی۔ حضرت علی نے کہا، "میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے نہیں رہ سکتا"، چنانچہ وہ نکلے اور نبی ﷺ سے مل گئے۔ جب رات کو وہ دن آیا جس میں اللہ نے خیبر فتح کیا، نبی ﷺ نے فرمایا، "کل میں پرچم ایک ایسے آدمی کو دوں گا جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ پسند کرتے ہیں"، یا فرمایا، "جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو پسند کرتا ہے، اللہ اس کے ذریعے فتح دے گا"۔ ہم نے دیکھا کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور جو ہم نے امید رکھی تھی، تو لوگوں نے کہا، "یہ علی ہیں"، اور نبی ﷺ نے حضرت علی کو پرچم دیا۔ حضرت علی نے اس پرچم کے ساتھ فتح حاصل کی۔"

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "أَرْحَمُ أُمَّتِي بِأُمَّتِي أَبُو بَكْرٍ، وَأَشَدُّهُمْ فِي دِينِ اللَّهِ عُمَرُ، وَأَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ، وَأَقْضَاهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَأَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، وَأَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينًا، وَأَمِينُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ)28

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری امت میں سب سے زیادہ رحم دل ابو بکر ہیں، اور دینِ اسلام میں سب سے زیادہ سخت گیر عمر ہیں، اور سب سے زیادہ حیادار عثمان ہیں، اور سب سے بہترین قاضی علی بن ابی طالب ہیں، اور سب سے زیادہ قاری قرآن ابی بن کعب ہیں، اور حلال و حرام کی سب سے زیادہ جانکار معاذ بن جبل ہیں، اور سب سے زیادہ ماہر فقیہ زید بن ثابت ہیں۔ جان لو کہ ہر امت میں ایک امانت دار ہوتا ہے، اور اس امت کا امانت دار ابو عبیدہ بن الجراح ہے"

مناقبِ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما:

شیخ المشائخ رحمۃ اللہ علیہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے فضائل و مناقب ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "رسول علیہ السلام نے امام حسن کو بچوں کے ساتھ دیکھا ان کے قریب تشریف لائے ایک ہاتھ ان کی تھوڑی کے نیچے

رکھا اور دوسرا ہاتھ سر پر رکھا ان کا منہ چوما۔ اس درمیان بندے نے عرض کی کہ ایک حکایت بیان کی جاتی ہے کہ رسول علیہ السلام نے حسن اور حسین کی خاطر اونٹ کی آواز نکالی؟ ارشاد ہوا کہ ہاں یہ حکایت مشہور ہے اور لکھی ہوئی ہے اور یہ لفظ زبان مبارک پر لائے کے نعم الجمل جملکما" آپ دونوں کا اونٹ کیسا اچھا اونٹ ہے"

شیخ المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ملفوظ میں دو مختلف احادیث تو یہ یاد کر کی ہیں ذیل میں مذکور دونوں احادیث کی تخریج و مکمل عبارت کچھ یوں ہے:

عَنْ يَعْلَى الْعَامِرِيِّ رضي الله عنه، أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم إِلَى طَعَامٍ دُعُوْا لَهُ قَالَ: فَاسْتَمْثَلَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم- قَالَ عَفَّانُ: قَالَ وُهَيْبٌ: فَاسْتَقْبَلَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم - أَمَامَ الْقَوْمِ، وَحُسَيْنٌ مَعَ غِلْمَانٍ يَلْعَبُ، فَأَرَادَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم أَنْ يَأْخُذَهُ. قَالَ: فَطَفِقَ الصَّبِيُّ يَفِرُّ هٰهُنَا مَرَّةً، وَهٰهُنَا مَرَّةً، فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم يُضَاحِكُهُ حَتّٰى أَخَذَهُ، قَالَ: فَوَضَعَ إِحْدٰى يَدَيْهِ تَحْتَ قَفَاهُ، وَالْأُخْرٰى تَحْتَ ذَقْنِهِ، فَوَضَعَ فَاهُ عَلٰى فِيْهِ، فَقَبَّلَهُ وَقَالَ: حُسَيْنٌ مِنِّي وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ، أَحَبَّ اللهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا، حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْأَسْبَاطِ).29

(1 حضرت یعلی عامری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک دعوت پر کھانے کے لیے تشریف لے گئے، رسول اللہ ﷺ (ایک جگہ) ٹھہر گئے۔ عفان کہتے ہیں: وہیب نے کہا: رسول اللہ ﷺ لوگوں کے سامنے رک گئے، اور (دیکھا) حضرت حسین رضی اللہ عنہ وہاں بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں پکڑنا چاہا۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ بچے نے اِدھر اُدھر بھاگنا شروع کر دیا، رسول اللہ ﷺ انہیں ہنسانے لگے یہاں تک کہ انہیں پکڑ لیا اور اپنا ایک ہاتھ ان کی گردن کے نیچے اور دوسرا ان کی ٹھوڑی کے نیچے رکھا، اور اپنا منہ مبارک ان کے منہ پر رکھ کر بوسہ دیا، اور فرمایا: حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں، اللہ تعالیٰ اُس سے محبت رکھتا ہے جو حسین سے محبت رکھتا ہے، نواسوں میں سے ایک نواسہ ہیں"

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَمْشِي عَلَى أَرْبَعَةٍ وَعَلَى ظَهْرِهِ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَهُوَ يَقُولُ:نِعْمَ الْجَمَلُ جَمَلُكُمَا، وَنِعْمَ الْعِدْلَانِ أَنْتُما)" 30

"حضرت جابر بن عبد اللہ رضي اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ ﷺ چار (دو ٹانگوں اور دونوں ہاتھوں کے بل) پر چل رہے تھے اور آپ ﷺ کی پشت مبارک پر حسنین کریمین علیہما السلام سوار تھے اور آپ ﷺ فرما رہے تھے: تمہارا اونٹ کیا خوب ہے اور تم دونوں کیا خوب سوار ہو۔"

خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خلفاء راشدین، آل رسول سے محبت کا ثبوت ہے کہ آپ نے ان جلیل القدر ہستیوں کے مناقب کو اپنے ملفوظات میں بیان کیا۔ آپ کے ملفوظات میں صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اہل بیت کی محبت کا درس ملتا ہے۔

فوائد الفواد کا ماخذ و سرچشمہ:

فوائد الفواد، حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و روحانی میراث کا خلاصہ ہے، جو آپ کے مشائخ کرام سے حاصل شدہ علم کا مجموعہ ہے۔ یہ کتاب نہ صرف آپ کی روحانی تحقیقات اور معرفت کی نمائندگی کرتی ہے، بلکہ اس میں شامل علم قرآن و حدیث کے معانی کو سمجھنے اور اس کی گہرائی کو جاننے میں بھی مددگار ثابت ہوتا ہے۔ حضرت نظام الدین اولیاء نے اپنی تعلیم و تربیت کے دوران حضرت خواجہ عثمان ہارونی، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، اور حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمہم اللہ سے استفادہ کیا۔ آپ کے مرید خاص، حضرت امیر حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ نے اس علم کو آگے بڑھایا، جو مختلف اہم کتب پر مبنی ہے جیسے **تنبیہ الغافلین**) نصر بن محمد السمرقندی(، **فتاوی**) خواجہ یوسف چشتی(، **اسرار العارفین**) خواجہ شبلی(، **دلیل شافعی**) خواجہ شفیق(، **کفایہ**) امام شافعی(، **آثار الاولیاء** (ابراہیم بن ادہم)، اور **مشارق الانوار** (رجب بن محمد البرسی)۔ یہ کتابیں فوائد الفواد میں موجود مواد کی بنیاد فراہم کرتی ہیں، جس سے آپ نے اپنے مریدین کو علم و حکمت کی روشنی بخشی ہے۔

خلاصہ کلام:

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ، سلسلہ چشتیہ کے ایک مشہور صوفی بزرگ تھے، جنہوں نے اپنی زندگی دینی علوم اور روحانی تربیت کے لیے وقف کی۔ ان کی تعلیمات کا اہم ذریعہ ان کے **ملفوظات ہیں**، جنہیں ان کے مرید حضرت امیر حسن سنجری نے "**فوائد الفواد** " کے نام سے مرتب کیا۔ اس کتاب کا اندازِ اسلوب سادہ مگر جامع ہے، جس میں تصوف، شریعت، طریقت، اخلاق، اور انسانیت کی اصلاح پر زور دیا گیا ہے۔ خواجہ نظام الدین اولیاء کے ملفوظات میں نہایت عام فہم زبان میں گہرے روحانی اور اخلاقی مسائل کو بیان کیا گیا ہے، تاکہ ہر عام و خاص فرد ان سے مستفید ہو سکے۔ آپ نے روزمرہ کی زندگی میں عدل، احسان، اور عبادات کو خاص اہمیت دی اور ان کی تعلیمات میں توازن اور اعتدال کو مرکزی حیثیت حاصل رہی۔ ان کی تعلیمات میں قرآن اور حدیث کی گہری تشریح اور مختلف قراتوں پر بحث بھی ملتی ہے۔ خواجہ صاحب نے نہ صرف اسلامی علوم کو فروغ دیا، بلکہ اپنی روحانی مجلسوں میں حدیث اور قرآن کے گہرے نکات کو سادہ اور قابلِ فہم انداز میں پیش کیا۔ **فوائد الفواد** کی

مقبولیت آج بھی قائم ہے، کیونکہ یہ کتاب اسلامی ممالک میں روحانی و اخلاقی تربیت کے لیے ایک اہم حوالہ سمجھی جاتی ہے۔ یہ کتاب تصوف کے میدان میں ایک عظیم الشان خزانہ ہے، جس نے نہ صرف اپنے وقت میں بلکہ آج بھی مسلمانوں کو اخلاقی اور روحانی تربیت کا ایک مؤثر ذریعہ فراہم کیا ہے۔

حوالہ جات:

(1) سنجری، امیر حسن، فوائد الفواد، لاہور، زاویہ فاؤنڈیشن، 2008ء، ص:40

(2) کرمانی، محمد بن مبارک، سیر الاولیاء مترجم، لاہور، مشتاق بک کارنر، ص168،167

(3) حسن سنجری، فوائد الفواد، ص:46

(4) محمد بن مبارک کرمانی، سیر الاولیاء مترجم، ص:243

(5) حسن سنجری، مقدمہ فوائد الفواد، ص،58،59

(6) (متوفی 643ہجری) کی تصنیف "لوائح" بھی باباصاحب سے پڑھی۔ (حسن سنجری، مقدمہ فوائد الفواد، ص، 61)

(7) فاروقی، نثار احمد، چشتی تعلیمات، ناشر، اسلام اینڈ دی ماڈرن ایج سوسائٹی، طبع اول، 1981ء ص:38

(8) سید محمد بن مبارک کرمانی، سیر الاولیاء، ص:209

(9) ایضاً، ص243

(10) پروفیسر، محمد اسلم، ملفوظاتی ادب کی تاریخی اہمیت، لاہور، ادارہ تحقیقات پاکستان، دانش گاہ پنجاب، مارچ1995ء، ص:9

(11) ایضاً، ص:10

(12) سید، خورشید احمد گیلانی، روح تصوف، لاہور، فرید بک سٹال، 1981ء، ص:72

(13) نظامی، خلیق احمد، حیاتِ شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، ص:38

(14) پروفیسر، محمد حبیب مرحوم، حضرت نظام الدین اولیاء: حیات اور تعلیمات، دہلی، شعبہ اردو، دہلی یونیورسٹی، ص:615

(15) ڈاکٹر، محمد شکیل احمد صدیقی، امیر حسن سنجری دہلوی، بھارت، نامی پریس لکھنو، سن اشاعت، 1979ء ص:202

(16) ایضاً، ص:303

(17) امیر حسن، فوائد الفواد: ص:43

(18) قرآن حکیم: الذاریات:56

(19) امیر حسن، فوائد الفواد: ص:45

(20) ایضاً:ص:47

(21) سجستانی، سلیمان بن اشعث، ابو داؤد، بیروت لبنان، دار الکتب العلمیہ، رقم الحدیث:2425

(22) بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الصوم، بیروت لبنان، دار صادر، رقم الحدیث، نمبر:1977

(23) امیر حسن، فوائد الفواد:ص:162

(24) ایضاً، بیسویں مجلس، ص:323

(25) ایضاً، نویں مجلس، ص:270

(26) بخاری، الصحیح البخاری، رقم الحدیث:3693

(27) ایضاً، رقم الحدیث:3702

(28) ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، بیروت لبنان، دار صادر، رقم الحدیث:154

(29) حنبل، احمد بن حنبل، مسند امام احمد، لبنان، دار الکتب العلمیہ، رقم الحدیث، 17561

(30) الذھبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد، سیر اعلام النبلاء، ناشر۔ مؤسسۃ الرسالۃ، طبع ثالث، 1405ھ/1985ء، 256/3